سیرتِ شیخ علامہ احمد بن یحیی نجمی (رحمۃ اللہ علیہ)

کاتب

فضلیۃ الشیخ دکتور محمد بن ہادی المدخلی (حفظہ اللہ)

مترجم

طارق علی بروہی

إن الحمد لله نحمده ونستعينه ونستغفره ، ونعوذ بالله من شرور أنفسنا ، ومن سيئات أعمالنا ،

من يهده الله ؛ فلا مضل له ، ومن يضلل ؛ فلا هادي له ، وأشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له ، وأشهد أن محمداً عبده ورسوله ، صلى الله عليه ، وعلى آله ، وصحبه ، ومن تبعهم بإحسان إلى يوم الدين. أما بعد:

بلاشبہ علماء کرام کے ہم پر حقوق ہیں جن کا ترک کرنا یقیناً ان کی حق تلفی ہے، جبکہ ان کی قدر دانی میں سے ان کی حیات کے احوال شریفہ کو ضبط تحریر کرنا، ان کے مناقب حسنہ کی تدوین، ان کے محاسن کو تادیر اوراق کتب میں زندہ رکھ کر ان کے افکار کے نتائج کو اپنے دلوں میں جاگزین رکھنا ہے۔ اسی قدر دانی میں سے ان کی اپنی زبان، دل اور اعضاء سے تعظیم بجالانا اور اس چیز کے درپے نہ ہونا جو ان کی ایذارسانی کا سبب ہو، یعنی اس طرح کہ ان کی شاندار عزت پر دراندازی، ان کے جلیل القدر مناقب کی توہین، ان کی قدر و منزلت کو گھٹانے کے لئے گھات میں بیٹھ کر انہیں کی نیک ذاتوں کو سبب اختلاف بنایا جائے۔

قرآن مجید فرقان الحمید کی آیات، احادیث نبویہ (ﷺ) اور آثار مصطفویہ (ﷺ) میں جو کچھ وارد ہوا ہے وہ اس بات کی نہی کا متقاضی ہے اور جو اس پر عمل پیرا ہو اس کے لئے صحیح ترین راستے کی رہنمائی ہے۔ ان علماء کرام میں سے جن کا ہم پر حق ہے ہمارے شیخ علامہ احمد بن یحیی نجمی (رحمۃ اللہ علیہ) ہیں، جن کے علم سے ہم بہت بہرہ ور ہوئے، پس اللہ تعالی آپ کو ہمارے طرف سے افضل ترین جزاء عطاء فرمائے۔ شیخ کے چاہنے والوں کی جانب سے کثرت طلب ہوئی کہ اگرچہ مختصر ہی کیوں نہ ہوں میں آپ (رحمۃ اللہ علیہ) کی ذاتی و علمی زندگی کے احوال قلم بند کروں، اور انہوں نے غایت درجہ کی الحاح وزاری کی، جبکہ میں اپنی عجز و کوتاہ علمی کے سبب اس سے کتراتا رہا اور ہمیشہ ان سے معذرت چاہتا رہا، لیکن ان تمام باتوں نے مجھے کوئی فائدہ نہ پہنچایا اور نہ ہی کسی نے میرا عذر ہی قبول کیا۔ جب میں نے ان کی جانب سے یہ حالات دیکھے تو پھر میں اللہ وحدہ سے مدد طلب کرتے ہوئے یہ مختصر سی جھلک اپنے شیخ (رحمۃ اللہ علیہ) کی زندگی کے بارے میں قلم بند کرتا ہوں۔

نام ونسب

یہ ہمارے شیخ صاحب فضیلت علامہ، محدث، مسند، فقیہ، موجودہ علاقے جازان کے مفتی،اس میں سنت وحدیث کے علمبردار: شیخ احمد بن یحیی بن محمد بن شبیر نجمی آل شبیر بنی حُمدؔ میں سے جو علاقہ جازان کے مشہور قبائل میں سے ہے۔

ولادت

شیخ (رحمۃ اللہ علیہ) بستی نجامیہ میں ۲۲ شوال سن ۱۳۴۶ھ میں پیدا ہوئے، اور اپنے نیک والدین کے یہاں پرورش پائی جن کی شیخ کے علاوہ اور کوئی اولاد نہ تھی۔

اسی لئے ان کے بارے میں اللہ تعالی سے نذر مان لی کہ وہ اسے دنیا کی کسی چیز کا مکلف نہ بنائیں گے، اور اللہ تعالی نے ان کے ارادے کی تکمیل فرمائی؛ پس انہوں نے ان کی کامل محافظت فرمائی یہاں تک کہ وہ انہیں بچوں کے ساتھ کھیلنے تک کے لئے نہیں چھوڑتے تھے۔ جب وہ سن شعور کو پہنچے تو انہیں بستی کے مدرسے میں داخل کروادیا؛ جہاں آپ نے پڑھنا لکھنا سیکھ لیا، اور انہی پرائیوٹ مدرسوں میں شیخ عبداللہ قرعاوی (رحمۃ اللہ علیہ) کی آمد سے پہلے ہی قرآن کریم تین بار مکمل پڑھ لیا، جس میں سے آخری بار سن ۱۳۵۸ھ میں پڑھا جس سال شیخ قرعاوی (رحمۃ اللہ علیہ) تشریف لائے تھے۔

آپ نے قرآن کریم سب سے پہلے شیخ عبدہ بن محمد عقیل نجمی کے پاس ۱۳۵۵ھ میں پڑھا، پھر شیخ یحیی فقیہ عبسی کے پاس بھی قرآن مجید پڑھا جو کہ اہل یمن میں سے تھے اور نجامیہ آکر یہاں بس گئے تھے، ان کے پاس بھی ہمارے شیخ نے سن ۱۳۵۸ھ میں تعلیم حاصل فرمائی، اور جب شیخ عبداللہ قرعاوی (رحمۃ اللہ علیہ) یہاں تشریف لائے تو ان کے اور اس استاد کے درمیان استواء کے موضوع پر مناظرہ ہوا، یہ استاد اشعری تھے پس شکست کا سامنا ہوا، اور اس نے راہ فرار اختیار کی: ﴿فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِينَ ظَلَمُوا وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ﴾ (الانعام: ۴۵) (پھر ظالم لوگوں کی جڑ کٹ گئی اور اللہ تعالی کا شکر ہے جو تمام عالم کا رب ہے)

آپ کی علمی سرگرمیاں

ان کے اشعری استاد کے بھاگ جانے کے بعد شیخ اپنے دو چچاؤں شیخ حسن بن محمد نجمی اور شیخ حسین بن محمد نجمی کے ساتھ صامطہ شہر میں کچھ ایام شیخ عبداللہ قرعاوی کے یہاں حاضر ہوئے لیکن یہ سلسلہ برقرار نہ رہ سکا، اور یہ سن ۱۳۵۹ھ اور سن ۱۳۶۰ھ کی بات ہے، صفر کے مہینے میں شیخ ایک سلفی مدرسے میں داخل ہوئے، اور اس دفعہ شیخ عبداللہ قرعاوی (رحمۃ اللہ علیہ) کے کہنے پر شیخ عثمان بن عثمان حملی (رحمۃ اللہ علیہ) کے پاس قرآن تجوید کے ساتھ پڑھا اور "تحفة الأطفال"، "هداية المستفيد"، "الثلاثة الأصول"، "الأربعين النووية" حفظ فرمانے کے علاوہ حساب وخطاطی میں بھی مہارت حاصل فرمائی۔

آپ اس حلقے میں بیٹھتے تھے جو شیخ چھوٹے طلبہ کے لئے بنایا تھا یہاں تک کہ نماز ظہر کے بعد چھوٹے طلبہ چلے جاتے، پھر اس کے بعد آپ بڑے حلقے میں شامل ہو جاتے جس میں شیخ عبداللہ قرعاوی بنفس نفیس پڑھاتے تھے؛ پس وہ ان کے ساتھ نماز ظہر سے نماز عشاء تک بیٹھے رہتے، پھر اپنے دونوں چچاؤں جن کا اوپر ذکر ہوا کے ساتھ اپنی بستی نجمامیہ لوٹ جاتے۔

پھر چار مہینوں کے بعد شیخ عبداللہ قرعاوی (رحمۃ اللہ علیہ) نے آپ کو اجازت مرحمت فرمائی کہ اس حلقے یعنی حلقۂ کبار میں شامل ہو جائیں جس میں شیخ خود درس دیتے تھے، چناچہ آپ نے شیخ سے: فرائض میں "الرحبية"، نحو میں "الآجرومية"، "العوامل في النحو مائة"، عقیدے میں "كتاب التوحيد" اور "العقيدة الطحاوية" شیخ عبداللہ قرعاوی کی شرح کے ساتھ شرح ابن ابی العز سے پہلے پڑھی، اسی طرح حدیث اور اصول حدیث میں "بلوغ المرام"، "البيقونية"، "نخبة الفكر" اور اس کی شرح "نزهة النظر"، اور سیرت میں "مختصرات في السيرة"، "تصريف الغزى"، اصول فقہ میں "الورقات" وغیرہ پڑھی۔

اسی طرح کچھ "الألفية" ابن مالک، "الدرر البهية" اس کی شرح "الدراري المضية" کے ساتھ فقہ میں، اور یہ دونوں کتابیں امام شوکانی (رحمۃ اللہ علیہ) کی ہیں، اور اس کے علاوہ اور بھی کتابیں ہیں جنہیں یا تو آپ

نے بطور مقررہ سلیبس کے طور پر پڑھا تھا جیسا کہ پہلے بیان کردہ کتابیں تھیں، یا پھر بعض رسائل اور کتابچوں کو محض جاننے کی خاطر پڑھا تھا، یا پھر تحقیق کے موقع پر ان کا مراجع کیا تھا جیسے "نيل الأوطار"، "زاد المعاد"، "نور اليقين"، "الموطأ" اور "الأمهات"[1]۔

سن ۱۳۶۲ھ میں شیخ عبداللہ (رحمۃ اللہ علیہ) نے ان طلبہ کے درمیان مکتبے میں موجود امہات یعنی "الصحيحين"، "سنن أبي داوود"، "سنن النسائي"، "موطأ الإمام مالك" کے اجزاء تقسیم کئے، پس انہوں نے ان کتب میں سے شیخ کے پاس کچھ پڑھنا شروع کیا مگر مکمل نہ کر پائے؛ کیونکہ وہ قحط کے سبب متفرق ہوگئے۔

پھر آپ سن ۱۳۶۴ھ میں لوٹ آئے؛ اور شیخ سے پڑھا اور انہیں شیخ (رحمۃ اللہ علیہ) نے امہات ستہ کی اجازت مرحمت فرمائی۔

سن ۱۳۶۹ھ میں شیخ ابراہیم بن محمد العمودی (رحمۃ اللہ علیہ) جو کہ اس وقت صامطہ کے قاضی تھے کے پاس کتاب "إصلاح المجتمع" پڑھی، اور شیخ عبدالرحمن بن سعدی (رحمۃ اللہ علیہ) کی فقہ میں کتاب "الإرشاد إلى معرفة الأحكام" جو سوال وجواب کی صورت میں مرتب ہے پڑھی۔

اسی طرح شیخ علی بن شیخ عثمان زیاد صومالی کے پاس شیخ عبداللہ قرعاوی (رحمۃ اللہ علیہ) کے فرمان پر نحو کی کتاب "العوامل في النحو مائة" پڑھی، اور اس کے علاوہ صرف ونحو میں مختلف کتابیں بھی پڑھی۔

سن ۱۳۸۴ھ میں شیخ امام علامہ مفتی دیار سعودیہ شیخ محمد بن ابراہیم آل الشیخ (رحمۃ اللہ علیہ) کے حلقے میں حاضر ہوئے تقریباً دو مہینے کی مدت میں "تفسير ابن جرير الطبري" عبدالعزیز الشلوب کی قرات کے ساتھ پڑھی، اسی طرح ہمارے شیخ امام علامہ شیخ عبدالعزیز بن باز (رحمۃ اللہ علیہ) کے حلقے میں بھی تقریباً ڈیڑھ مہینے کی مدت میں حاضر ہوئے جہاں "صحيح البخاري" مغرب وعشاء کے درمیان پڑھی۔

آپ کے مشائخ

[1] امھات یعنی امھات کتب احادیث جیسے کتب ستہ بخاری، مسلم، ابوداود، ترمذی، ابن ماجہ اور نسائی وغیرہ۔ (مترجم)

جو کچھ بیان ہوا اس سے تقریباً آپ کے جو جو مشائخ ہم پر واضح ہوئے وہ یہ ہیں:

شیخ ابراہیم بن محمد العمودی (اپنے دور کے قاضئ صامطہ)

شیخ حافظ بن احمد الحکمی (رحمۃ اللہ علیہ)

شیخ علامہ جنوب سعودی عرب میں داعی و مجدد عبداللہ قرعاوی (رحمۃ اللہ علیہ)، اور انہی کے پاس سے شیخ احمد کا تخرج ہوا، اور یہی وہ شیخ ہیں جن سے انہوں نے سب سے زیادہ استفادہ حاصل فرمایا۔

شیخ عبدہ بن محمد عقیل نجمی

شیخ عثمان بن عثمان حملی

شیخ علی بن شیخ عثمان زیاد صومالی

شیخ امام علامہ سابق مفتی مملکت سعودیہ محمد بن ابراہیم آل الشیخ (رحمۃ اللہ علیہ)۔

شیخ یحیی جو عبسی یمنی فقیہ تھے۔

آپ کے تلامیذ

ہمارے شیخ کے بہت سے تلامیذ ہیں، جو شخص تدریس میں اتنی مدت جو تقریباً نصف صدی بنتی ہے گزارے تو آپ اندازہ کریں کہ کتنے ہی ان کے تلامیذ ہوں گے، اگر میں ان تمام کو گننے لگ جاؤں تو اس کے لئے ایک ضخیم مجلد کی ضرورت پڑے گی؛ میں بس کچھ ایسے نمونوں پر اکتفاء کرتا ہوں جو باقی ماندہ پر دلالت کرتے ہیں؛ چناچہ ان میں سے:

ہمارے شیخ محدث ناصر السنۃ شیخ ربیع بن ہادی۔

ہمارے شیخ علامہ فقیہ زید بن محمد ہادی المدخلی۔

ہمارے شیخ عالم وفاضل علی بن ناصر الفقیہی۔

میں نے انہی تینوں کے ذکر پر ان کی علمی حلقوں میں شہرت کے سبب اکتفاء کیا، لہذا باقی ماندہ کا نام ذکر نہ کرنے کے سبب کوئی ہم پر عتاب نہ کرے۔

﴾ آپ کی ذہانت ﴿

شیخ بڑے عالی درجہ ذہانت کے حامل تھے، اس سلسلے میں ایک قصہ پیش خدمت ہے جو آپ کی صغیر سنی میں ہی ذہانت وقوت حفظ پر دلالت کرتا ہے، چچا شیخ عمر بن احمد جردی المدخلی (وفقہ اللہ) فرماتے ہیں:

(جب شیخ احمد اپنے چچاؤں حسن وحسین نجمی کے ساتھ مدرسہ السلفیہ صامطہ میں حاضر ہوتے تھے یعنی سن ۱۳۵۹ھ میں، اور اس وقت آپ کی عمر ۱۳ سال ہوتی تھی آپ شیخ عبداللہ قرعاوی کے وہ دروس جو وہ اپنے بڑے طلبہ کو ارشاد فرمایا کرتے تھے سنا کرتے تھے اور انہیں حفظ فرمالیا کرتے تھے)۔

میں کہتا ہوں یہی وجہ تھی کہ شیخ عبداللہ قرعاوی نے انہیں اپنے حلقۂ کبار جس میں شیخ خود پڑھایا کرتے تھے میں شامل کردیا؛ کیونکہ انہوں نے آپ کی اس امتیازی شان یعنی سرعت حفظ اور ذہانت کا مشاہدہ فرمایا تھا۔

﴾ آپ کے اعمال وکارنامے ﴿

ہمارے شیخ (رحمۃ اللہ علیہ) نے اپنے شیخ قرعاوی (رحمۃ اللہ علیہ) کے مدارس میں بطور مدرس مفت خدمات سرانجام دیں، پھر جب وظیفے ملنا شروع ہوئے تو اپنی بستی نجامیہ میں مدرس مقرر ہوئے، جو سن ۱۳۶۷ھ کی بات ہے۔ اس کے بعد آپ سن ۱۳۷۲ھ میں بطور امام ومدرس بستی ابوسبیلہ جو کہ حُرَّث میں ہے منتقل ہوگئے۔

پھر سن ۱۳۷۴ھ میں بتاریخ ۱/۱/۱۳۷۴ھ میں جب صامطہ میں معہد العلمی کاافتتاح ہواتو وہاں مدرس متعین ہوئے اور وہاں سے سن ۱۳۸۴ھ میں اس امید پر ریٹائر ہوئے کہ شاید انہیں جامعہ اسلامیہ مدینہ نبویہ میں تدرس کا موقع مل سکےاور اس کی جانب عازم سفر ہوئے؛ لیکن بعض ایسی مشغولیات درپیش ہوئیں جو اس راہ میں حائل ہو گئیں، پس آپ اپنے علاقے میں لوٹ آئے، اور اللہ تعالی نے آپ کے لئے جازان کے علاقے میں وزارت عدل کی جانب سے واعظ و مرشد ہونا تقدیر فرمایا، لہذا آپ اس وعظ وارشاد کے فریضے سے بحسن خوبی عہدہ براء ہوئے۔

۱/۷/۱۳۸۷ھ میں معہد العلمی جازان میں حسب طلب ایک بار پھر مدرس مقرر ہوئے، اسی طرح تعلیمی سال سن ۱۳۸۹ھ کے آغاز میں صامطہ کی معہد میں دوبارہ بطور مدرس مقرر ہوئے، اور اپنی ریٹائرمنٹ بتاریخ ۱/۷/۱۴۱۰ھ تک وہیں مدرس رہے۔

اس وقت سے ان سطور کے لکھنے تک آپ فتوی نویسی کے ساتھ ساتھ اپنے گھر اور پڑوس کی مسجد میں ہی میں تدریس فرماتے ہیں، اور اس کے علاوہ علاقے کی دیگر مساجد میں بھی آپ کے ہفتہ وار دروس منعقد ہوتے رہتے ہیں۔

ان تمام تر سرگرمیوں کے باوجود آپ اپنے شیخ (رحمۃ اللہ علیہ) کی اس وصیت پر بھی عمل پیرا ہیں کہ تعلیم کا سلسلہ جاری رکھا جائے اور طالبعلموں کی محافظت کی جائے خصوصاً جو ان میں سے غرباء اور نادار ہیں، اور آپ کا اس معاملے میں عجیب وغریب صبر تھا، اللہ تعالی آپ کو اس کی جزائے خیر سے نوازے۔

اسی طرح اپنے شیخ القرعاوی (رحمۃ اللہ علیہ) کی اس وصیت پر بھی عمل پیرا رہے کہ تعلیم، تحقیق واستفادہ کا عمل جاری رکھیں خصوصاً حدیث وفقہ کا علم، چناچہ اس پر عمل کرتے ہوئے آپ درحقیقت ان کے اصول میں ایک مایہ ناز مقام پر فائز ہوئے، اور آپ کو اس میں ید طولی حاصل ہوا (اللہ تعالی آپ کی عمر، علم میں برکت فرمائے اور آپ کی مساعی خیر سے لوگوں کو بہرہ ور فرمائے)[۲]۔

آپ کے علمی آثار

[۲] یہ شیخ (رحمۃ اللہ علیہ) کی وفات سے پہلے کی بات ہے۔ (مترجم)

ہمارے شیخ (رحمۃ اللہ علیہ) کے بہت سے علمی آثار ہیں جن میں سے بعض طبع ہو چکے ہیں اور بعض غیر مطبوع ہیں، اللہ تعالی سے دعاء ہے کہ وہ ان کے طبع کرنے کے لئے آسانی کے سامان میسر فرمادے تا کہ ان سے بھر پور فائدہ حاصل ہو۔ آپ کے بعض علمی کارنامے مندرجہ ذیل ہیں:

۱- أوضح الإشارة في الرد على من أباح الممنوع من الزيارة.

۲- تأسيس الأحكام شرح عمدة الأحكام (اس کا بہت مختصر جزء ہی چھپ سکا ہے)۔

۳- تنزيه الشريعة عن إباحة الأغاني الخليعة.

۴- رسالة الإرشاد إلى بيان الحق في حكم الجهاد.

۵- رسالة في حكم الجهر بالبسملة.

۶- فتح الرب الودود في الفتاوى والردود.

۷- المورد العذب الزلال ؛ فيما انتقد على بعض المناهج الدعوية من العقائد والأعمال.

اس کے علاوہ اور بھی مفید مؤلفات ہیں جو آپ (رحمۃ اللہ علیہ) نے تصنیف فرمائی، اللہ تعالی آپ کو جزائے خیر عطاء فرمائے اور ان کے ذریعہ اسلام اور مسلمانوں کو نفع بخشے، اور درود وسلام ہو ہمارے نبی محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور آپ کی آل وتمام اصحاب پر۔